ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.7. No.4.2024

سیرتِ نبوی ﷺ میں تصوف کے بنیادی عناصر: روحانی تطہیر، زہد و تقویٰ اور تعلق باللہ کا جامع تجزیہ

Fundamental Elements of Sufism in the Prophetic Biography (Sīrah): A Comprehensive Analysis of Spiritual Purification, Asceticism, and Divine Connection

☆Hafiza Ambreen Fatima

Teaching Staff, Learning Alliance, DHA Phase 8, Lahore.
PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

☆☆Hafiz Farhal Ameer

Teaching Staff, Punjab Education Department;
PhD Scholar, Green International University, Lahore, Pakistan.

Abstract

The life of the Holy Prophet Muḥammad ﷺ stands as the ultimate model for every aspect of human existence, including not only practical conduct but also inner purification and spiritual development. Sufism, in its true essence, revolves around sincerity, purification of the soul (tazkiyah), detachment from worldly desires, and a deep connection with Allah. These core elements of Sufism are deeply rooted in the Prophetic Sīrah and reflect the spiritual legacy that was later adopted and systematized by the Ṣūfī masters. This research aims to explore the fundamental aspects of Sufism as manifested in the life of the Prophet ﷺ. It examines the presence of spiritual discipline, ascetic lifestyle, divine love, and reliance upon Allah through his sayings (aḥādīth), actions (aʿmāl), and inward states (aḥwāl). The Prophet's ﷺ detachment from worldly luxuries, his humble lifestyle, his intense devotion in worship, and his exemplary moral conduct such as patience, gratitude, and forgiveness, provide a clear embodiment of Sufi ideals. Moreover, the study delves into classical definitions of Sufism as articulated by prominent scholars like Imām al-Qushayrī and Ibn Khaldūn, contextualizing their views within the Prophetic model. Through this lens, the article highlights how the roots of genuine Islamic mysticism are not innovations but rather direct continuations of the Prophet's ﷺ own spiritual path. The research concludes that the Prophetic Sīrah is the original source and authentic foundation upon which the edifice of Islamic Sufism is built.

Keywords: *Prophetic Sīrah, Sufism, Spiritual Purification, Asceticism, Divine Connection*

تعارف موضوع

اسلامی تاریخ میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ نہ صرف عملی زندگی کے اصولوں کو واضح کرتی ہے بلکہ باطنی تطہیر اور روحانی ترقی کا بھی مکمل راستہ دکھاتی ہے۔ تصوف، جو کہ روحانی پاکیزگی، تعلق باللہ، اور تزکیۂ نفس پر مبنی ہے، اپنی حقیقی صورت میں سیرتِ نبوی ﷺ سے ماخوذ ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں تصوف کے بنیادی عناصر کیسے موجود تھے اور کس طرح آپ ﷺ نے اپنے اقوال، اعمال اور احوال کے ذریعے روحانی و اخلاقی کمالات کی عملی تصویر پیش کی۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

تصوف کی تعریف اور اس کی بنیادی خصوصیات

تصوف کی لغوی و اصطلاحی تعریف پر نظر ڈالیں تو یہ لفظ صفا پاکیز گی) سے ماخوذ ہے، جو باطن کی پاکیز گی اور اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مظہر ہے۔ اسلامی روایات میں تصوف زہد، اخلاص، محبتِ الٰہی، تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی کا مجموعہ ہے۔ بنیادی طور پر، تصوف کا مقصد انسان کے قلبی اور روحانی اصلاح کو یقینی بنانا ہے تا کہ وہ دنیاوی تعلقات میں الجھ کر اللہ سے غافل نہ ہو۔

تصوف کی چند بنیادی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. باطن کی پاکیز گی اور برائیوں سے اجتناب
2. اللہ کے ذکر کو قلبی سکون کا ذریعہ بنانا
3. اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنا
4. دنیاوی رغبت سے بے نیازی
5. ہر عمل میں صرف اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھنا

یہ تمام عناصر ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت میں بدرجہ اتم نظر آتے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ تصوف کی حقیقی جڑیں سیرتِ نبوی ﷺ میں پیوستہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ میں تصوف کے تمام بنیادی اصول موجود ہیں، جنہیں بعد میں صوفیاء کرام نے اپنی روحانی تربیت کے طور پر اپنایا۔ آپ ﷺ کی زندگی میں زہد و تقویٰ کی جھلک نمایاں تھی، جہاں آپ نے دنیاوی جاہ و حشمت سے بے رغبتی اختیار کی، کم کھایا، کم سونا اور عبادت میں کثرت کی۔ محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ کی مثالیں بھی آپ کی عبادات میں دیکھی جاسکتی ہیں، جیسے طویل قیام، ذکرِ الٰہی، اور راتوں کو قیام اللیل میں آہ وزاری۔ اخلاقی تطہیر اور تزکیہ میں آپ ﷺ نے غصہ، کبر، حسد جیسے اخلاقی برائیوں کو ترک کر کے صبر، شکر، قناعت اور عفو و درگزر جیسے اوصاف کو فروغ دیا۔ آپ ﷺ کی زندگی میں فقر و استغناء کی مثال بھی ملتی ہے، جہاں آپ نے سادگی اختیار کی اور مال و دولت کی ہوس سے اجتناب کیا۔ توکل علی اللہ کی جھلک بھی آپ کی زندگی میں تھی، جہاں آپ نے اللہ پر مکمل بھروسہ رکھا اور آزمائشوں میں صبر کیا۔ یہ تمام پہلو نبی کریم ﷺ کی سیرت میں تصوف کی حقیقی جھلک کو ظاہر کرتے ہیں، اور یہی وہ بنیاد تھی جس پر صوفیاء کرام نے اپنی روحانی تربیت کا نظام قائم کیا۔

تصوف کا مفہوم اور اس کے بنیادی اصول

تصوف ایک ایسا علمی و روحانی نظام ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے اور تزکیۂ نفس کے ذریعے باطنی پاکیز گی اپنانے کی راہ دکھاتا ہے۔ لغوی اعتبار سے تصوف کا لفظ صفا سے ماخوذ ہے، جس کے معنی پاکیز گی کے ہیں۔ بعض علما اسے صُوف سے مشتق مانتے ہیں، کیونکہ ابتدائی صوفیہ سادہ اور صوف اون) کا لباس پہنتے تھے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

امام قشیری وفات:465ھ)نے تصوف کی تعریف یوں کی ہے:

التصوف هو التجرد لله تعالى، والاستقامة على الطريقة، والتخلق بالأخلاق الحميدة، والاعتماد على الله في الأمور كلها.

تصوف اللہ تعالیٰ کے لیے تجرد، راہِ حق پر استقامت، اخلاقِ حسنہ سے متصف ہونے، اور تمام امور میں اللہ پر اعتماد کرنے کا نام ہے۔[1]

امام ابن خلدون وفات:808ھ)تصوف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

التصوف هو العكوف على العبادة والانقطاع إلى الله، والإعراض عن زخرف الدنيا، والزهد فيما يقبل عليه الجمهور من لذة ومال وجاه، والانفراد عن الخلق.

تصوف عبادت میں مشغول رہنے، اللہ کی طرف متوجہ ہونے، دنیا کی چمک دمک سے کنارہ کشی کرنے، عوام الناس کی لذت، مال وجاہ کی خواہشات سے بے نیاز ہونے، اور لوگوں سے الگ رہنے کا نام ہے۔[2]

تصوف کی اسلامی بنیادیں

اسلامی تصوف چار بنیادی اصولوں پر قائم ہے :**زہد، اخلاص، محبتِ الٰہی، اور تزکیۂ نفس۔**

.1زہد دنیا سے بے رغبتی

زہد کا مفہوم یہ نہیں کہ دنیا کو چھوڑ دیا جائے، بلکہ اس کا مطلب دنیاوی اشیاء کے مقابلے میں اللہ کی محبت کو مقدم رکھنا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَٱلۡـَٔاخِرَةُ خَيۡرٌ وَأَبۡقَىٰٓ ﴾

اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔[3]

حضرت علیؓ نے فرمایا:

إن الدنيا قد ارتحلت مدبرة، وإن الآخرة قد ارتحلت مقبلة، فكونوا من أبناء الآخرة، ولا تكونوا من أبناء الدنيا.

دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے، پس تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے نہیں۔[4]

.2اخلاص ہر کام صرف اللہ کے لیے کرنا

تصوف میں اخلاص کا بنیادی تصور یہ ہے کہ انسان کی نیت اور اعمال میں کوئی ریاکاری نہ ہو اور ہر چیز خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہو۔

---

[1] القشيري، الرسالة القشيرية، قاهرة: دار الكتب العلمية، 2001، ص 48

[2] ابن خلدون، المقدمة، بيروت: دار الفكر ، 2004، ص 467

[3] القرآن، سورة الأعلى 87:17

[4] ابن القيم ، مدارج السالكين، بيروت: دار الكتب العلمية، 2010، ص 198

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.7. No.4.2024

حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ.

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔[5]

3. محبتِ الٰہی

محبتِ الٰہی تصوف کا مرکزی ستون ہے، جس کا مقصد بندے کو اللہ کے قرب میں لانا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾

اللہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔[6]

حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا:

اللهم إني ما عبدتك خوفًا من نارك، ولا طمعًا في جنتك، ولكن وجدتك أهلًا للعبادة فعبدتك.

اے اللہ! میں نے تجھے جہنم کے خوف یا جنت کی لالچ میں نہیں پوجا، بلکہ میں نے تجھے عبادت کے لائق پایا، اس لیے تیری عبادت کی۔[7]

4. تزکیۂ نفس باطنی پاکیزگی اور اخلاقی تطہیر

تزکیۂ نفس تصوف کی روح ہے، جس کا مقصد انسان کے دل کو روحانی امراض سے پاک کرنا اور اللہ کی قربت حاصل کرنا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا﴾

وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا، اور وہ ناکام ہوا جس نے اسے گناہوں میں آلودہ کر دیا۔[8]

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

التزكية هي تصفية القلب من حب الدنيا، وتخليته عن الرذائل، وتحليته بالفضائل.

تزکیہ قلب کو دنیا کی محبت سے پاک کرنا، برے اخلاق سے خالی کرنا، اور اچھے اوصاف سے آراستہ کرنا ہے۔[9]

---

[5] البخاري، صحيح البخاري، بيروت: دار ابن كثير، 1993، رقم الحديث: 1

[6] القرآن، سورة المائدة 5:54

[7] المنقول عن رابعة العدوية، بيروت: دار الفكر، 1999، ص 57

[8] القرآن، سورة الشمس 1091:9

[9] الغزالي، إحياء علوم الدين، بيروت: دار المعرفة، 2005، ص 82

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

قرآن وحدیث میں تصوف کے اصول ومبانی

تصوف کے بنیادی اصول قرآن وحدیث میں واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور تعلیمات، تصوف کے حقیقی منبع ہیں۔

.1روحانی پاکیزگی:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا۔[10]

.2ذکرِ الٰہی:

أَلَا بِذِكْرِ ٱللَّهِ تَطْمَئِنُّ ٱلْقُلُوبُ یقیناً اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔[11]

.3اخلاص:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

.4توکل علی اللہ:

وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو اللہ پر بھروسہ کرے، اللہ اسے کافی ہے۔

یہ واضح ہوتا ہے کہ تصوف کی حقیقی بنیادیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں، اور اس کا اصل مقصد انسان کی روحانی ترقی، اخلاقی تطہیر، اور محبتِ الٰہی کا حصول ہے۔ اس کا حقیقی ماخذ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہیں، جو روحانی ترقی کا کامل نمونہ پیش کرتی ہیں۔

سیرتِ طیبہ میں تصوف کے بنیادی پہلو

3.1 زہد و تقویٰ

تصوف کا ایک بنیادی عنصر **زہد و تقویٰ** ہے، جو دنیا سے بے رغبتی، قناعت، اور اللہ کے احکام پر کامل عمل کرنے کا نام ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت اس حوالے سے کامل نمونہ ہے۔

دنیا سے بے رغبتی اور قناعت: نبی کریم ﷺ کی زندگی میں دنیاوی مال ومتاع سے بے رغبتی نمایاں تھی۔ آپ ﷺ کے پیش نظر ہمیشہ آخرت کی کامیابی رہی، اور دنیاوی ساز وسامان میں رغبت نہیں رکھی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾[12]

اور اپنی آنکھیں ان چیزوں کی طرف مت بڑھاؤ جو ہم نے ان میں سے مختلف لوگوں کو دنیا کی زینت کے طور پر دے رکھی ہیں تاکہ ہم انہیں اس میں آزمائیں، اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

---

[10] القرآن، سورۃ الأعلى 87:14

[11] **القرآن، سورۃ الرعد 13:28**

[12] القرآن، سورۃ طٰہٰ 20:131

حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کے جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ كَسْرَىٰ وَقَيْصَرُ فِي النَّعِيمِ وَأَنْتَ عَلَىٰ هَذَا؟ **یارسول اللہ! قیصر و کسریٰ عیش و عشرت میں ہیں اور آپ ﷺ اس حالت میں ہیں؟** آپ ﷺ نے فرمایا: مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا[13]. مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ میں تو دنیا میں بس اس مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے کچھ دیر کے لیے سایہ لے اور پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ دنیاوی نعمتوں کے بجائے آخرت کی کامیابی کو ترجیح دی۔

عبادات میں خشوع و خضوع: عبادات میں خشوع و خضوع نبی کریم ﷺ کی زندگی کا نمایاں پہلو تھا۔ آپ ﷺ نماز میں اللہ کے حضور مکمل عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑے ہوتے، رات کے اکثر حصے میں قیام کرتے اور دعا میں آہ وزاری فرماتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّهُمْ كَانُواْ يُسَٰرِعُونَ فِي ٱلْخَيْرَٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُواْ لَنَا خَٰشِعِينَ﴾

بے شک وہ نیکیوں میں سبقت کرتے اور ہمیں امید اور خوف کے ساتھ پکارتے، اور وہ ہمارے لیے عاجزی کرنے والے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتَّىٰ تَفَطَّرَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَيْسَ قَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟

رسول اللہ ﷺ رات کو اتنی لمبی نماز پڑھتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا اللہ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں کر دیے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟[14]

یہ عبادت میں خشوع و خضوع کی اعلیٰ مثال ہے، جو تصوف کی اصل روح ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی سادہ زندگی: نبی کریم ﷺ کی زندگی سادگی، قناعت، اور دنیاوی لذتوں سے بے نیازی کا مظہر تھی۔ آپ ﷺ کے طرزِ زندگی میں حد درجہ سادگی اور قناعت پائی جاتی تھی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّىٰ قُبِضَ.

نبی کریم ﷺ کے گھر میں جو کی روٹی سے دو دن لگاتار پیٹ بھر کر کھانے کا موقع نہیں آیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔[15]

---

[13] ابن ماجه، سنن ابن ماجه، بيروت: دار الجيل، 1998، رقم الحديث: 4109

[14] البخاري، صحيح البخاري، بيروت: دار ابن كثير، 1993، رقم الحديث: 1130

[15] مسلم، صحيح مسلم، بيروت: دار إحياء التراث العربي، 2002، رقم الحديث: 2970

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

نامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَىٰ حَصِيرٍ، فَقَامَ وَقَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ وِطَاءً؟ فَقَالَ: مَا لِي وَمَا لِلدُّنْيَا؟ مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ استظل تحت شجرة ثم راح وتركها[16] .

نبی کریم ﷺ چٹائی پر سوئے، جب اٹھے تو چٹائی کے نشانات جسم پر تھے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم آپ کے لیے کوئی نرم بستر بنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے میرا کیا تعلق؟ میں دنیا میں بس اس مسافر کی طرح ہوں جو درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لیے سائے میں بیٹھے اور پھر وہاں سے چل دے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی سادگی، زہد، قناعت اور تقویٰ کا مکمل نمونہ تھی، جو تصوف کے بنیادی اصولوں سے مطابقت رکھتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں زہد، قناعت، عبادات میں خشوع و خضوع، اور سادگی نمایاں نظر آتی ہے، جو تصوف کی حقیقی اساس ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات تصوف کی اصل بنیاد ہیں، جنہیں بعد کے صوفیاء نے اپنے طرزِ زندگی میں اپنایا۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی تصوف دراصل نبی کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کا نام ہے۔

3.2 اخلاص وللّٰہیت

اخلاص وللّٰہیت تصوف کی اصل روح ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر معاملے میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھا، خود پسندی اور ریاکاری سے مکمل اجتناب فرمایا، اور اللہ پر کامل بھروسہ توحیدِ عملی) کا عملی نمونہ پیش کیا۔

تمام معاملات میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھنا

نبی کریم ﷺ کی سیرت کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ ہر کام میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھا اور اس میں کوئی دنیاوی مفاد شامل نہیں ہونے دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ﴾[17]

کہو! بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ اسی آیت کی عملی تفسیر تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

---

[16] ابن ماجه، سنن ابن ماجه، بيروت: دار الجيل، 1998، رقم الحديث: 4109

[17] الأنعام 6:162

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِذَا كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ[18].

رسول اللہ ﷺ جب بھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آسان چیز کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر وہ گناہ ہوتی تو آپ ﷺ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے۔

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فیصلوں میں ہمیشہ اللہ کی رضا اور احکام کو مقدم رکھا جاتا تھا۔

خود پسندی اور ریاکاری سے اجتناب

نبی کریم ﷺ کی شخصیت میں خود پسندی اور ریاکاری نام کو بھی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی ریاکاری سے بچنے کی تلقین فرمائی، کیونکہ ریاکاری اخلاص کے منافی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ٱلَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ٱلَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ﴾[19]

پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو دکھاوے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ، قَالُوا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَزَى النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟[20]

مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خوف شرکِ اصغر کا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ریاکاری۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ ان کے پاس جن کے لیے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کیا تمہیں ان سے کوئی بدلہ ملتا ہے؟

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جو بھی نیکی کا کام کرتے، اسے محض اللہ کی رضا کے لیے کرتے، اور اس میں کوئی ذاتی غرض نہ ہوتی۔

اللہ پر کامل بھروسہ توحید عملی

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اللہ پر کامل بھروسہ توحید عملی) کا اعلیٰ ترین نمونہ ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ اللہ پر توکل کیا اور کسی بھی مشکل میں مخلوق سے امید وابستہ نہیں کی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو، اگر تم مومن ہو۔[21]

---

[18] بخاری، رقم الحدیث: 3560

[19] الماعون 6107:4

[20] مسند احمد، رقم الحدیث: 23630

[21] المائدة 5:23

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جب غارِ ثور میں حضرت ابو بکرؓ خوفزدہ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا[22] غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ کلمات اس وقت کہے گئے جب دشمن بالکل قریب پہنچ چکے تھے، لیکن نبی کریم ﷺ کے دل میں ذرہ برابر خوف نہ تھا، کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ پر کامل بھروسہ تھا۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں:

لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقْتُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ، تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا[23].

اگر تم اللہ پر ایسا بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو تمہیں اسی طرح رزق دیا جائے گا جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے۔

وہ خالی پیٹ نکلتے ہیں اور بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہر موقع پر اللہ پر مکمل اعتماد اور بھروسہ نظر آتا ہے۔ غزوۂ بدر میں، صلح حدیبیہ میں، فتح مکہ کے موقع پر، ہر جگہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کیا۔ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اخلاص وللّٰہیت کا کامل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہر معاملے میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھا، ریاکاری اور خود پسندی سے مکمل اجتناب کیا، اور اللہ پر کامل بھروسہ رکھا۔ یہی وہ بنیادی اصول ہیں جو تصوف کی حقیقی روح ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حقیقی تصوف نبی کریم ﷺ کی سیرت کو اپنانے کا نام ہے۔

3.3 محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ آپ ﷺ کی عبادات، دعائیں، آنسوؤں سے تر سجدے، ذکر و فکر، اور شب بیداری سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلق اور بے پناہ محبت کا اظہار ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عبادات میں محبتِ الٰہی کی جھلک

نبی کریم ﷺ کی عبادات میں اللہ سے والہانہ محبت اور شوق کا اظہار نمایاں تھا۔ آپ ﷺ کی نماز، تلاوتِ قرآن، اور مناجات گہرے عشق کا مظہر تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ ٱلرَّحۡمَٰنُ وُدّٗا﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، رحمن ان کے لیے محبت پیدا کر دے گا۔[24]

نبی کریم ﷺ کے عبادات میں انہماک کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الصَّلَاةَ وَيُطِيلُهَا وَيَتَهَجَّدُ بِاللَّيْلِ حَتَّى تَتَوَرَّمَ قَدَمَاهُ.

رسول اللہ ﷺ نماز کو محبوب رکھتے اور اسے طویل کرتے، اور رات کو تہجد پڑھتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے۔

---

[22] التوبہ 9:40

[23] ترمذی، رقم الحدیث: 2344

[24] مریم 19:96

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

طویل قیام، دعا اور آنسو بہانے کی روایات

نبی کریم ﷺ کی عبادات میں طویل قیام اور گڑگڑا کر دعا کرنے کی خاصیت نمایاں تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں:

إن كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُومُ يُصَلِّي حَتَّى تَتَوَرَّمَ قَدَمَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَمْ يَغْفِرِ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ فَيَقُولُ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا؟[25]

نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک نماز پڑھتے کہ آپ کے قدم سوج جاتے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے ہیں، پھر بھی اتنی محنت کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی محبتِ الٰہی کی شدت کو ظاہر کرتی ہے، جو اس قدر تھی کہ آپ ﷺ اپنے رب کے حضور طویل قیام اور سجدے کرتے اور آنسو بہاتے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوری رات ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے گزاری اور روتے رہے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾

اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں، اور اگر تو انہیں معاف کر دے تو تو زبردست حکمت والا ہے۔[27][26]

یہ کیفیت اس بات کا اظہار ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کی محبت میں اتنے محو تھے کہ ان کا دل اپنی امت کے لیے بھی نرم تھا اور وہ ان کے لیے اللہ سے التجا کرتے رہے۔

ذکر و فکر اور شب بیداری

نبی کریم ﷺ کا ذکرِ الٰہی ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے، خواہ چلتے پھرتے ہوں، بیٹھے ہوں یا لیٹے ہوں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ﴾[28]

وہ لوگ جو اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ. نبی کریم ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہتے۔[29]

شب بیداری بھی نبی کریم ﷺ کی محبتِ الٰہی کا ایک نمایاں پہلو تھا۔ آپ ﷺ تہجد کی نماز کے لیے اکثر طویل قیام فرماتے اور اللہ سے مناجات کرتے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ. جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تیرے لیے ہی حمد ہے، تو ہی آسمانوں اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور جو کچھ ان میں ہے۔[30]

---

[25] مسلم، رقم الحدیث: 2820

[26] المائدۃ 5:118

[27] مسند احمد، رقم الحدیث: 23648

[28] آل عمران 3:191

[29] مسلم، رقم الحدیث: 373

[30] بخاری، رقم الحدیث: 1120

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

نبی کریم ﷺ کی شب بیداری اور ذکر و فکر اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا تعلق اللہ سے انتہائی گہرا اور بے مثال تھا۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ محبتِ الٰہی اور تعلق باللہ کی بہترین عملی تفسیر ہے۔ آپ ﷺ کی عبادات، دعائیں، شب بیداری، ذکر و فکر سب اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دل اللہ کی محبت میں سرشار تھا۔ یہی محبت تصوف کا بنیادی عنصر ہے، جو انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے۔

3.4 فقر و استغناء

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں فقر و استغناء یعنی سادگی، دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی، اور دوسروں کے لیے ایثار کا نمایاں پہلو نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی سادگی اور زہد کا بہترین نمونہ تھی، جہاں مال و دولت جمع کرنے کی خواہش کے بجائے قناعت، خودداری، اور اللہ پر بھروسہ نظر آتا ہے۔

سادگی اور فقر کو اپنانا

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو سادگی اور فقر تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ سادہ زندگی گزاری، چاہے دولت میسر ہو یا نہ ہو، آپ ﷺ نے کبھی مال و متاع کو اپنی زندگی کا مقصد نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:﴿وَٱصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ ٱلَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِٱلْغَدَوٰةِ وَٱلْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُۥ﴾[31] اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں فقر کو اپنایا اور فقر کو اللہ کے قرب کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اللهم أحييني مسكينًا، وأمتني مسكينًا، واحشرني في زمرة المساكين[32].

اے اللہ! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ، مسکینی میں موت دے، اور مسکینوں کے ساتھ محشور فرما۔

یہ دعا ظاہر کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے نزدیک مال و دولت کی کثرت کوئی فضیلت نہیں تھی، بلکہ اللہ پر بھروسہ اور استغناء سب سے بڑی دولت تھی۔

دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی

نبی کریم ﷺ کو دنیاوی مال و دولت کی کوئی خواہش نہ تھی، بلکہ آپ ﷺ نے ہمیشہ قناعت اور توکل کو ترجیح دی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الْبُرِّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَةٍ حَتَّى قُبِضَ.

نبی کریم ﷺ کے گھر میں تین دن مسلسل جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی گئی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔[33]

ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ قَالَ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا.

مجھے دنیا سے کیا سروکار؟ میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو کسی درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کرے، پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔[34]

---

[31] الکهف 18:28

[32] ابن ماجه، رقم الحديث: 4126

[33] بخاری، رقم الحديث: 5416

[34] مسند احمد، رقم الحديث: 23408

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے دنیا سے بے نیازی کے رویے کو واضح کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے دنیاوی مال و دولت کو فانی جانا اور آخرت کی تیاری کو ہی اصل کامیابی قرار دیا۔

دوسروں کے لیے قربانی اور ایثار

نبی کریم ﷺ کی زندگی دوسروں کے لیے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ آپ ﷺ ہمیشہ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتے اور اپنے پاس موجود چیزیں بلا جھجک دوسروں کو دے دیتے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، خواہ خود سخت محتاج ہوں۔[35]

نبی کریم ﷺ کا عمل بھی اسی آیت کی عملی تفسیر تھا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں:

مَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ: لَا.

نبی کریم ﷺ سے جب بھی کسی نے کوئی چیز مانگی، آپ ﷺ نے کبھی انکار نہ کیا۔[36]

ایک اور روایت میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ.

نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان میں آپ ﷺ کی سخاوت سب سے زیادہ ہوتی تھی۔[37]

یہ روایات نبی کریم ﷺ کے ایثار اور قربانی کے جذبے کو واضح کرتی ہیں، جہاں آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کیا اور ہمیشہ دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دی۔

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں فقر و استغناء کا نمایاں پہلو ہمیں سادگی، قناعت، دنیا سے بے نیازی، اور دوسروں کے لیے ایثار و قربانی کی صورت میں نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کبھی مال و دولت کو مقصد نہیں بنایا بلکہ ہمیشہ آخرت کی کامیابی کو اولین ترجیح دی۔ یہی سادگی اور بے نیازی صوفیاء کے لیے ایک عظیم درس ہے کہ اصل دولت دنیاوی مال نہیں بلکہ اللہ پر بھروسہ، قناعت اور ایثار ہے۔

3.5 توکل اور رضا بالقضاء

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں توکل علی اللہ اللہ پر بھروسہ) اور رضا بالقضاء اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا) کا پہلو نہایت واضح اور نمایاں ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ مشکلات میں صبر، آزمائشوں میں ثابت قدمی، اور ہر حال میں اللہ کی رضا پر یقین رکھنے کا عملی نمونہ پیش کیا۔

[35] الحشر 59:9

[36] بخاری، رقم الحدیث: 6034

[37] بخاری، رقم الحدیث: 6

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مشکلات میں صبر اور اللہ پر بھروسہ

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ حقیقی توکل صرف اللہ پر بھروسہ کرنے اور اس کی رضا پر راضی رہنے میں ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ﴾[38] اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ نبی کریم ﷺ ہر مشکل گھڑی میں اللہ پر بھروسہ کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی توکل کی تعلیم دیتے۔ غزوہ بدر میں، جب مسلمانوں کی تعداد اور وسائل محدود تھے، تب بھی آپ ﷺ نے کامل بھروسے کے ساتھ دعا کی:

اللهم أنجز لي ما وعدتني، اللهم آت ما وعدتني، اللهم إن تهلك هذه العصابة من أهل الإسلام لا تُعبد في الأرض.

اے اللہ! تو نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما، اے اللہ! اگر یہ مسلمان جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔[39]

یہ دعا نبی کریم ﷺ کے اللہ پر کامل بھروسے اور مدد کی امید کا اظہار کرتی ہے۔

آزمائشوں میں ثابت قدمی

نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی آزمائشوں اور مشکلات سے بھری ہوئی تھی، مگر آپ ﷺ ہر مشکل میں صبر اور استقامت کا مظاہرہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَٱصْبِرْ إِنَّ ٱلْوَعْدَ ٱللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ ٱلَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ﴾ پس صبر کرو، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے، اور جو یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں ہلکا نہ کر دیں۔[40]

نبی کریم ﷺ پر مکی دور میں بے شمار مظالم ڈھائے گئے، مگر آپ ﷺ نے کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى تُرَى مِنْهُ لَهَوَاتُهُ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.

میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی زور سے قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا، بلکہ وہ ہمیشہ مسکرا کر ہنسا کرتے تھے۔[41]

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ مشکلات کو صبر اور رضا کے ساتھ قبول کیا اور کبھی شکایت نہیں کی۔

تقدیر پر مکمل یقین اور رضامندی

نبی کریم ﷺ کی زندگی تقدیر پر مکمل یقین رکھنے اور اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہنے کی روشن مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُۥ وَٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ﴾[42]

کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ کے حکم سے، اور جو اللہ پر ایمان رکھے، اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

---

[38] الطلاق 65:3

[39] مسلم، رقم الحدیث: 1763

[40] الروم 30:60

[41] بخاری، رقم الحدیث: 6092

[42] التغابن 64:11

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں تقدیر کے ہر فیصلے کو خوش دلی سے قبول کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ صَبَرَ فَلَهُ الصَّبْرُ، وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ[43].

جب اللہ کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈالتا ہے، پس جو صبر کرتا ہے، اس کے لیے صبر ہے، اور جو بے صبری کرتا ہے، اس کے لیے بے صبری ہے۔

یہی وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے ہر حال میں اللہ کی رضا کو قبول کیا اور تقدیر پر مکمل یقین رکھا۔

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہمیں سکھاتی ہے کہ توکل، صبر، اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا زندگی میں سکون اور کامیابی کی کلید ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ ہمیں سکھاتا ہے کہ مشکلات میں صبر، آزمائشوں میں ثابت قدمی، اور تقدیر پر یقین کے بغیر حقیقی ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ یہی وہ صفات ہیں جو اسلامی تصوف کی بنیاد بھی ہیں اور جو انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہیں۔

.4 سیرتِ نبوی ﷺ اور صوفیاء کے نظریات کی مطابقت

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہر دور میں صوفیاء کرام کے لیے مشعلِ راہ رہی ہے۔ صوفیاء کرام نے اپنی تعلیمات اور عملی زندگی میں ہمیشہ سیرتِ نبوی ﷺ کو اپنی رہنمائی کا محور بنایا۔ تصوف دراصل سیرتِ نبوی ﷺ کے عملی پہلوؤں، جیسے زہد، اخلاص، محبتِ الٰہی، فقر، توکل، اور رضا بالقضاء، کا ہی ایک تسلسل ہے۔

4.1 صوفیاء کرام کے نزدیک سیرتِ نبوی ﷺ کا مقام

صوفیاء کرام کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس تصوف کی اصل بنیاد ہے۔ ان کے نزدیک تصوف درحقیقت وہی طریقت ہے جو نبی کریم ﷺ نے اپنی سیرت کے ذریعے سکھائی۔

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:

الطريق إلى الله مسدود إلا على من اقتفى أثر الرسول ﷺ.

اللہ کی طرف جانے والا راستہ بند ہے، سوائے اس کے جو رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلے۔[44]

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں:

كل حقيقة لا تشهد لها الشريعة فهي زندقة[45].

ہر وہ حقیقت جس کی شریعت گواہی نہ دے، وہ زندقہ (گمراہی) ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام نے سیرتِ نبوی ﷺ کو ہر حال میں اپنانے پر زور دیا اور شریعت و طریقت کے امتزاج کو لازم قرار دیا۔

---

[43] ترمذی، رقم الحدیث: 2396

[44] ابو نعیم، حلية الأولياء، 2/375

[45] عبدالقادر الجیلانی، الفتح الرباني، قاہرہ، 1997، ص 121

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

4.2 معروف صوفی شخصیات اور ان کے اقوال

1. حضرت بایزید بسطامیؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ کا شمار بلند پایہ صوفیاء میں ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لو نظرتم إلى رجل أعطي من الكرامات حتى يرتقي في الهواء فلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الأمر والنهي[46].

اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ کرامات کے ذریعے ہوا میں اڑ رہا ہے، تو اس سے دھوکہ مت کھاؤ، جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ شریعت کے احکام و ممنوعات پر کس قدر کاربند ہے۔

یہ قول واضح کرتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ سے ہٹ کر تصوف محض ایک دھوکہ ہے۔

2. حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ

وہ اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

التصوف كله آداب، فمن زاد عليك في الأدب فقد زاد عليك في التصوف.

تصوف سراسر ادب ہے، جو تم سے زیادہ باادب ہے، وہ تم سے زیادہ صوفی ہے۔[47]

نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ بھی سراسر ادب، حسنِ اخلاق، اور محبت و رحمت سے عبارت ہے، یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام نے سیرتِ نبوی ﷺ کے پہلوؤں کو اپنی تعلیمات میں شامل کیا۔

3. حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ

مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں:

چون که بی رنگی اسیر رنگ شد
موسیان با موسیان جنگ شد

جب حقیقت کی بے رنگی دنیا کے رنگوں میں قید ہو گئی
تو موسیٰ کے پیروکار خود موسیٰ کے پیروکاروں سے جنگ کرنے لگے[48]

یہ اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ حقیقی تصوف وہی ہے جو سیرتِ نبوی ﷺ کی اتباع سے عبارت ہو، اور دنیا کی فتنہ انگیزیوں سے بچا کر انسان کو قربِ الٰہی کی طرف لے جائے۔

---

[46] ابن القیم، *مدارج السالکین*، بیروت، 2010، 39/2

[47] علی ہجویری، *کشف المحجوب*، لاہور، 2006، ص 150

[48] مولانا روم، *مثنوی معنوی*، دفتر دوم، بیت 2030

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

4.3 سیرتِ نبوی ﷺ میں تصوف کے عملی مظاہر

.1 زہد اور دنیا سے بے رغبتی

نبی کریم ﷺ کی سیرت میں زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا عملی نمونہ نمایاں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا[49].

مجھے دنیا سے کیا لینا دینا؟ میں دنیا میں اس طرح ہوں جیسے کوئی مسافر جو کسی درخت کے سائے میں کچھ دیر آرام کرے، پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔ یہ وہی زہد ہے جسے تمام صوفیاء نے اپنی زندگی کا مقصد بنایا۔

.2 ذکر اور عبادت میں استغراق

نبی کریم ﷺ راتوں کو قیام کرتے اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

كَانَ يَقُومُ حَتَّى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ[50].

آپ ﷺ اس قدر طویل قیام فرماتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے۔

یہی کیفیت صوفیاء کی عبادات میں بھی نظر آتی ہے۔

.3 فقر اور قناعت

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ سادگی اور فقر کو ترجیح دی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں:

كان النبيُّ ﷺ يربطُ على بطنِه الحجرَ منَ الجوعِ.

نبی کریم ﷺ بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔[51]

یہی وہ فقر ہے جسے صوفیاء نے اختیار کیا اور اس کے ذریعے دنیاوی خواہشات سے بے نیاز ہو گئے۔

سیرتِ نبوی ﷺ اور صوفیاء کے نظریات میں گہری مطابقت پائی جاتی ہے۔ صوفیاء کرام نے نبی کریم ﷺ کے زہد، فقر، عبادات، ذکر، اور محبتِ الٰہی کے پہلوؤں کو اپنایا اور اپنی تعلیمات میں سیرتِ طیبہ کو بنیاد بنایا۔ تصوف دراصل سیرتِ نبوی ﷺ کی عملی تصویر ہے، جو انسان کو اللہ کی قربت کی راہ دکھاتا ہے۔

---

[49] ترمذی، رقم الحدیث: 2377

[50] بخاری، رقم الحدیث: 1130

[51] ابن ماجه، رقم الحدیث: 3347

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

5. نبی کریم ﷺ اور اصلاحِ باطن

نبی کریم ﷺ کی بعثت کا ایک بنیادی مقصد **تزکیہ نفس** تھا، جیسا کہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ[52]

وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

اصلاحِ باطن کا مقصد انسان کے اخلاق و کردار کی درستگی، روحانی پاکیزگی، اور قربِ الٰہی کا حصول ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں اصلاحِ باطن کے کئی نمایاں پہلو نظر آتے ہیں، جو تصوف کے بنیادی اصولوں سے مطابقت رکھتے ہیں۔

5.1 تزکیہ نفس کے لیے نبوی طریقے

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے دلوں کو پاک کرنے، ان کی روحانی تربیت کرنے، اور انہیں اللہ کی قربت کے قابل بنانے کے لیے مختلف طریقے اپنائے۔

1. تلاوتِ قرآن اور ذکرِ الٰہی

قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر اصلاحِ باطن کے اہم ذرائع ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ.

خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔[53]

2. صحبتِ صالحہ نیک لوگوں کی مجلس

نبی کریم ﷺ نے نیک صحبت کی تلقین فرمائی اور فرمایا:

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ[54].

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

---

[52] الجمعة: 2

[53] الرعد: 28

[54] ابو داود، رقم الحديث: 4833

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3.مجاہدہ اور نفس کی مخالفت

نفس کی تربیت اور خواہشات پر قابو پانے کے لیے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو صبر، قناعت، اور تقویٰ سکھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ.

تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جو میں لے کر آیا ہوں۔[55]

4.عبادات میں خشوع و خضوع

نبی کریم ﷺ نے عبادات میں توجہ، دھیان، اور اخلاص پر زور دیا۔ آپ ﷺ کا قیام اللیل، آنسوؤں کے ساتھ دعائیں مانگنا، اور استغفار کرنا سب اصلاحِ باطن کی بہترین مثالیں ہیں۔

5.2 صحابہ کرام کی اصلاح اور ان کے روحانی مقامات

نبی کریم ﷺ کی تربیت سے صحابہ کرامؓ کے قلوب منور ہو گئے، اور وہ عظیم روحانی مقامات پر فائز ہو گئے۔

1.حضرت ابو بکر صدیقؓ: فقر و استغناء کا اعلیٰ نمونہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مقام ایسا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا فَضَلَ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ، وَلَكِنْ بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي قَلْبِهِ.

ابو بکرؓ کو ان کے زیادہ نماز روزے نے فضیلت نہیں دی، بلکہ اس چیز نے جو ان کے دل میں جاگزین ہو گئی تھی۔[56]

یہ اخلاص اور للّٰہیت کا وہ مقام ہے جو تصوف کی روح ہے۔

2.حضرت عمر فاروقؓ: نفس پر قابو اور مجاہدہ

حضرت عمر فاروقؓ کا تزکیہ اتنا مضبوط تھا کہ وہ اپنے نفس کا سخت محاسبہ کرتے۔ وہ فرماتے تھے:

حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا، وزنوا أعمالكم قبل أن توزن عليكم.

اپنا محاسبہ خود کرو، قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اور اپنے اعمال کو خود تول لو، قبل اس کے کہ وہ تم پر تولے جائیں۔[57]

یہی اصول تصوف میں مراقبہ اور مجاہدہ کے نام سے معروف ہیں۔

---

[55] شرح السنة، رقم الحديث: 103

[56] احمد بن حنبل، *فضائل الصحابه*

[57] مكارم الأخلاق، بيروت

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

3.حضرت علی المرتضیٰؓ: علم وحکمت اور قربِ الٰہی

حضرت علیؓ کو نبی کریم ﷺ نے باب العلم علم کا دروازہ) قرار دیا۔ ان کی روحانی حکمت کی جھلک ان کے اس قول میں دیکھی جاسکتی ہے:

عرفتُ اللهَ بفسخِ العزائمِ وحلِّ العقودِ.

میں نے اللہ کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے اور منصوبوں کے ناکام ہونے سے پہچانا۔[58]

یہ اللہ کی رضا میں راضی رہنے اور توکل کا درس ہے، جو تصوف کی بنیاد ہے۔

5.3 تصوف کی عملی جہتیں: اخلاق، خدمتِ خلق، قربِ الٰہی

1.اخلاقِ حسنہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الأَخْلَاقِ. مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔[59]

تصوف میں بھی اعلیٰ اخلاق کو سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

2.خدمتِ خلق

نبی کریم ﷺ کی خدمتِ خلق کی مثالیں بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ.

اللہ کو سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والا ہو۔[60]

یہی اصول تصوف میں خلقِ خدا کی خدمت کے نام سے مشہور ہے۔

3.قربِ الٰہی

نبی کریم ﷺ نے اللہ کی قربت کو عبادات، دعا، اور ذکر کے ذریعے حاصل کیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا.

جب بندہ میری طرف ایک بالشت آتا ہے، تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ آتا ہوں، اور جب وہ ایک ہاتھ آتا ہے، تو میں اس کی طرف دو ہاتھ آتا ہوں۔[61]

یہی قربِ الٰہی کا اصول تصوف میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

---

[58] **غزالی، *احیاء علوم الدین***

[59] مسند احمد، رقم الحدیث: 8952

[60] معجم الاوسط، طبرانی

[61] بخاری، رقم الحدیث: 7405

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اصلاحِ باطن کا مکمل نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو پاک کیا، انہیں اللہ کے قریب کیا، اور ان کے نفس کا تزکیہ فرمایا۔ یہی اصول بعد میں تصوف کی شکل میں سامنے آئے۔ چنانچہ، تزکیہ نفس، اخلاص، خدمتِ خلق، اور قربِ الٰہی، سب نبی کریم ﷺ کی سیرت میں موجود ہیں، اور تصوف کی اصل بنیاد بھی یہی ہے۔

6. عصرِ حاضر میں سیرتِ نبوی ﷺ سے تصوف کی روشنی میں رہنمائی

عصرِ حاضر میں انسانیت مختلف طرح کی روحانی و اخلاقی مشکلات کا سامنا کر رہی ہے۔ مادی ترقی اور سائنسی ایجادات نے جہاں انسان کے زندگی کے معیار کو بلند کیا ہے، وہیں روحانیت اور اخلاقی اقدار میں کمی آئی ہے۔ اس صورتحال میں سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تصوف کے اصولوں کو اپنانا ایک لازمی ضرورت بن چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور ان کی سیرت کی روشنی میں ہم نہ صرف اپنے روحانی اور اخلاقی زوال کو دور کرسکتے ہیں بلکہ ایک بہتر معاشرتی نظام کی طرف بھی قدم بڑھا سکتے ہیں۔

6.1 جدید دور میں روحانی و اخلاقی زوال اور اس کا حل

جدید دور میں فرد اور معاشرہ دونوں ہی اخلاقی و روحانی بحران کا شکار ہیں۔ دنیا کے ہر گوشے میں مادیت، نفس پرستی، اور فرد کی خودغرضی نے روحانیت کی اہمیت کو کم کر دیا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ.

اور جو شخص دیتا ہے، تقویٰ اختیار کرتا ہے، اور بہترین جزا پر ایمان لاتا ہے، ہم اس کے لیے آسان راستہ فراہم کریں گے۔[62]

یہ آیات ہمیں بتاتی ہیں کہ انسان کی روحانی ترقی اس کے اعمال کے صحیح ہونے پر منحصر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ روحانیت، اخلاق اور انسانیت کی خدمت کو اولیت دی۔ آپ ﷺ کی سیرت کو اپنا کر ہم ان مسائل کا حل تلاش کرسکتے ہیں۔

6.2 سیرتِ نبوی ﷺ سے عملی تصوف کے اصول

سیرتِ نبوی ﷺ میں تصوف کے عملی اصول درج ذیل ہیں، جنہیں اگر عصرِ حاضر کے مسلمانوں نے اپنایا تو وہ اپنے روحانی اور اخلاقی زوال کو دور کر سکتے ہیں:

1. زہد اور دنیا سے بے رغبتی

نبی کریم ﷺ نے دنیا کی فانی نوعیت اور اس کے عارضی خوشیوں کو نظرانداز کرنے کی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا، إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ فَانْتَهَى إِلَى شَجَرَةٍ فَجَلَسَ فِي ظِلِّهَا سَاعَةً ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا[63].

[62] اللیل: 75

[63] ابن ماجه

دنیا کے بارے میں میری حیثیت اور اس کی حیثیت اس مسافر کی طرح ہے جو درخت کے نیچے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتا ہے اور پھر اُسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

یہ حدیث ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ انسان کو دنیا کے عارضی فائدوں کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہیے بلکہ آخرت کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔

2. اخلاص اور للّٰہیت

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ اپنی عبادات اور اعمال میں اخلاص کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالْنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى .اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔[64]

اس کا مطلب یہ ہے کہ اعمال کی قبولیت کی بنیاد خالص نیت پر ہے۔ عصرِ حاضر کے مسلمان جب نیت میں خلوص رکھتے ہوئے اپنی عبادات کریں گے، تو ان کے اعمال میں روحانیت اور برکت ہو گی۔

3. توکل اور اللہ پر بھروسہ

نبی کریم ﷺ نے اللہ پر توکل کرنے کی تعلیم دی، اور فرمایا:

لَوْ أَنَّكُمْ تَوَكَّلْتُمْ عَلَى اللَّهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا[65].

اگر تم اللہ پر کامل توکل رکھتے تو تمہیں رزق اس طرح ملتا جیسے پرندوں کو ملتا ہے، وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

اس حدیث میں توکل کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے اپنی تمام کوششوں کو صرف کر کے اس کے فیصلے پر راضی ہو جائے۔ یہ اصول انسان کو مادی دنیا کی فکر سے آزاد کرتا ہے۔

4. خدمتِ خلق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ. اللہ کے نزدیک سب سے محبوب شخص وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے۔[66]

یہ تعلیم ہمیں سکھاتی ہے کہ انسان کا حقیقی سکون دوسروں کی خدمت میں ہے۔ عصرِ حاضر میں جب انسانیت بحران میں ہے، تو ہمیں اپنی زندگی کا مقصد دوسروں کی مدد اور خدمت قرار دینا چاہیے۔

6.3 مسلمانوں کے لیے اصلاحِ قلب و روح کی رہنمائی

نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ہم اصلاحِ قلب اور روح کی راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں، جو نہ صرف فرد کی بلکہ پورے معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے۔

---

[64] بخاری

[65] ترمذی

[66] معجم الاوسط، طبرانی

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.7. No.4.2024

1.تزکیہ نفس

نبی کریم ﷺ نے تزکیہ نفس کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ، وَلَكِنْ يَنظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ.

اللہ تمہارے جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔[67]

یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ اگر ہم اپنے دلوں کی صفائی اور اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کریں گے تو ہمارا سارا کردار درست ہو جائے گا۔

2.ذکر الٰہی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ.

خبردار! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے۔[68]

یہ ہمیں بتاتا ہے کہ ذکر الٰہی سے انسان کے دل کو سکون اور روح کو پاکیزگی ملتی ہے۔ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کریں تاکہ ان کے دلوں میں سکون آسکے۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں موجود روحانی واخلاقی اصول عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں جو تصوف کے عملی اصول موجود ہیں، ان پر عمل کر کے ہم اپنے روحانی واخلاقی زوال کو دور کر سکتے ہیں۔ اصلاحِ نفس، عبادات میں اخلاص، اللہ پر توکل اور خدمتِ خلق جیسے اصول ہمیں ایک بہتر اور روحانی طور پر ترقی یافتہ معاشرتی نظام کی طرف لے جا سکتے ہیں۔

7.خلاصہ کلام Conclusion

اس تحقیق میں ہم نے سیرتِ نبوی ﷺ میں تصوف کے اہم پہلوؤں کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ تصوف ایک روحانی تجربہ ہے جو انسان کی روح کی پاکیزگی، اخلاقی بہتری اور اللہ سے تعلق کے استحکام پر مبنی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں تصوف کی بنیادی خصوصیات جیسے زہد، اخلاص، محبتِ الٰہی، فقر، استغناء، توکل، اور رضا بالقضاء نمایاں ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ان اصولوں کا عملی مظاہرہ ہمیں اس بات کی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ تصوف کے اصولوں کو کیسے اپنانا اور زندگی میں ان کو کیسے شامل کرنا ہے تاکہ روحانیت اور اخلاقی اقدار کو بہتر بنایا جا سکے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت میں تصوف کے اصولوں کا عملی مظاہرہ ہمیں ہر قدم پر ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا کی فانی نوعیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سے بے رغبتی اختیار کی، عبادات میں اخلاص کی تعلیم دی، اور اللہ کی رضا کو مقدم رکھا۔ آپ کی زندگی میں محبتِ الٰہی کی جھلک دکھائی دیتی ہے جب آپ ﷺ نے طویل قیام، دعائیں اور آنکھوں سے آنسو بہانے کی عبادات کیں۔ آپ ﷺ نے فقر اور استغناء کو اپنایا اور دنیاوی مال و دولت سے بے نیازی دکھائی۔ سب سے اہم، آپ ﷺ نے توکل کا مظاہرہ کیا اور اللہ پر مکمل بھروسہ کرتے ہوئے ہر آزمائش میں ثابت قدم رہنے کا درس دیا۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ اور اس پر

---

[67] مسلم

[68] الرعد: 28

عمل کرنا مسلمانوں کے لیے روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جدید دور میں جہاں انسانیت اخلاقی و روحانی بحران کا شکار ہے، وہاں نبی کریم ﷺ کی سیرت کی روشنی میں ہم نہ صرف اپنے قلب و روح کی اصلاح کر سکتے ہیں بلکہ معاشرتی سطح پر بھی ایک بہتر ماحول قائم کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت میں موجود تصوف کے اصول ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ کیسے دنیا کی عارضیت کو سمجھتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی چاہیے، اور کیسے اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کر کے زندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔